بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ، نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، أَمَّا بَعْدُ:

30-شرح العقیدۃ الواسطیۃ

العقیدۃ الواسطیۃ لشیخ الاسلام الامام ابو العباس احمد ابن تیمیہ الحرّانی رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ۔

اور جہاں پر رُکے تھے پچھلے درس میں وہیں سے درس کا آغاز کرتے ہیں، ہم بات کر رہے تھے پچھلے درس میں اللہ تعالیٰ کی صفۃ الارادۃ اور المشیئۃ کے تعلق سے اور پہنچے تھے شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کے اس جملے پر "قال تعالى" (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے) ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (النساء: 65)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ)، اس آیت کریمہ میں قَسم ہے کہ اس کی تاکید "لَا" کے ساتھ کی گئی ہے اور یہ جو قَسم ہے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی خاص قَسم ہے اپنے بندوں کے لیے اور یہ ربوبیت جو ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ربوبیت کی قَسم ہے ((یعنی اللہ تعالیٰ جو ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ربّ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس ربوبیت کی قَسم کھائی ہے اور تاکید کی ہے "لَا" کے حرف سے ﴿فَلَا وَرَبِّكَ﴾ یعنی اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تیرے ربّ کی قسم))۔ اور یہ قسم جو ہے "على نفي الإيمان عمن لم يقم بهذه الأمور" ((قسم کس چیز پر ہے کس بات پر ہے؟) کہ ایمان کی نفی ہے جب تک کہ ان اُمور پر عمل نہ کیا جائے)۔ کون سے اُمور ہیں:

1-اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاکم بنانا ہے ﴿حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ﴾، اور جس نے بھی اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کس اور سے فیصلہ کروایا اسے حاکم بنایا یا مان لیا "فإنه ليس

بمؤمن'' (تو ایسا شخص مومن نہیں ہے)، تو یا تو کافر ہوگا کفر اکبر جو ملت سے خارج کر دیتا ہے اسلام سے خارج کر دیتا ہے یا کفر اَدُون کفر اصغر بھی ہو سکتا ہے (تو ڈیپنڈ (Depend) کرتا ہے کہ اس نے جو فیصلہ کیا ہے یا کروایا ہے وہ کس اعتبار پر قائم ہے)۔

2-دوسری بات جو دوسری چیز اس نے کرنی ہے کہ سینے کو کشادہ ہونا چاہیے، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے کے بعد یا فیصلہ سننے کے بعد اسے تسلی ہونی چاہیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے پر اور اسے قبول کرنا چاہیے اور قبول ایسے کرنا ہے کہ اُن کے نفس میں کوئی حرج یا تنگی باقی نہ رہے۔

3-اور تیسری بات ''أن یسلموا تسلیماً'' کہ من وعن سے اسے تسلیم کرنا ہے اور مکمل طور پر تسلیم کرنا ہے اور اس کی تاکید مصدر سے کی گئی ہے ''یسلموا تسلیماً'' (اور مصدر جو ہے جیسے میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں عربی گرامر کے اعتبار سے یہ سب سے بلند ترین لفظ ہے معنی کی تاکید کے اعتبار سے)۔

یعنی ایسی تسلیم جس کے بعد کوئی تسلیم باقی نہ رہے مکمل طریقے سے من وعن سے تسلیم کرنا ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو، جو فیصلہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کر دیا ہے اس کے سامنے سَر جھکا دینا ہے اور اسے من وعن سے تسلیم کرنا ہے اور ایسے تسلیم کرنا ہے کہ سینے میں کوئی بھی تنگی باقی نہ رہے۔

تنگی کب باقی رہتی ہے؟ یا کوئی فیصلہ کب کوئی نہیں مانتا ہے؟ جب اس کی خواہش نفس کے خلاف ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے آپ دیکھتے ہیں کہ آپ حدیث پیش کر دیتے ہیں "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"، سامنے والا کہتا ہے میرے امام کا قول ہے، ہم کہتے ہیں یہ حدیث ہے اور آپ کا، میرا، اور جتنے بھی لوگ ہیں سب کے علماء اور امام پر فرض ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے سامنے سَر خم کر دیں تسلیم کر لیں کیونکہ اگر صحیح اور حق پر قائم امام ہے تو وہ بھی اس حکم میں شامل اور داخل ہے، ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ﴾ مومن نہیں ہو سکتے وہ (یعنی جتنے بھی مومن ہیں کلمہ پڑھنے والے ہیں، بات یہود و نصاریٰ کی نہیں ہو رہی مسلمانوں کی ہو رہی ہے)، ﴿لَا يُؤْمِنُونَ﴾ نفی کر دی ہے ایمان کی۔

﴿حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾ ،اختلاف ہو گیا ہے میر اور آپ کا کسی مسئلے میں (شجار ہو گیا اختلاف ہو گیا)فیصلہ کون کرے گا؟ قرآن اور سنت لے کر آئیں گے "قال الله وقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم" اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات فرمائی ہے یہ فرمان ہے۔ سننے والے کو کیا چاہیے ؟جب صحیح حدیث ثابت ہو گئی ہے تو اسے مان لینا چاہیے۔ صحیح بھی ہے صریح بھی ہے(صحیح بھی ہے کہ ضعیف نہیں ہے اور صریح بھی ہے کہ اسی معاملے کے متعلق ہے)اور اسی مسئلے کا حل اسی حدیث سے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان سے جڑا ہوا ہے اور اس فیصلے اس جھگڑے کے خاتمے کے لیے کافی ہے۔ باقی کیا رہتا ہے ؟اب خواہش نفس باقی رہتی ہے (نعوذ باللہ)۔

الھدیٰ یہ ہے کہ تسلیم کر لیں الاھواء کیا ہے ؟کہ تسلیم نہیں کرنا ہے۔ دلیل کی قوت کے سامنے اس کے پاس کوئی اور دلیل نہیں ہے صرف امام کا قول ہے یا کوئی اور بات لے کر آیا ہے یا عقلی یا کوئی اور دلیل ہے لیکن نقل پھر عقل بعد میں ہے قاعدہ یہ ہے (اہل بدعت اُن کا نظریہ اور ہے عقل پہلے ہے اور پھر نقل بعد میں ہے شریعت کے نصوص بعد میں ہیں اُن کے نزدیک تو عقلی دلیل لے کر آئے ہیں اُس کی نفی بھی کر دی گئی ہے)۔

چلو یہ تو مان لیا چلو فیصلہ تو مان لیتے ہیں ہم لیکن سینے میں تنگی ہے ایمان کی نفی پھر بھی باقی ہے ﴿لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾، سینے کی تنگی ختم ہونی چاہیے۔ تنگی تو ختم ہوئی لیکن پھر دیکھتے ہیں پھر مزید اسے دیکھتے ہیں مزید ڈھونڈتے ہیں، ﴿وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ تو نہیں ہوا نا تیسری شرط ابھی باقی ہے ! تسلیم کہاں کیا ہے جب آپ نے آگے بھی دیکھنا بھی ہے تو تسلیم تو نہیں کیا نا؟ !ہاں آپ کا مسئلہ اجتہادی ہے کوئی مسئلہ ہے جس میں دلیل واضح نہیں ہے وہ حق ہے آپ تلاش کریں دیکھیں۔

ہم توحید اور سنت کی بات کرتے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے تعلق سے بات کرتے ہیں، دین کے اصول کے تعلق سے بات ہوتی ہے، عقیدے کے اصول کے تعلق سے بات ہوتی ہے، منہج کے تعلق سے بات ہوتی ہے وہاں پر کیا باقی رہتا ہے؟! ﴿وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾۔ میں نے کہا ہے حدیث صحیح ہے اور صریح ہے بات ختم ہے !

اور کئی آئمہ رحمہم اللہ کو دیکھ لیں آپ، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ثابت ہے "إذا صح الحديث فهو مذهبي"، امام شافعی (رحمہ اللہ) سے بھی یہی الفاظ ثابت ہیں۔ کیوں کہہ کر گئے ہیں اپنے شاگردوں کو اور آج تک تاریخ میں درج ہے یہ جملہ کیوں وجہ کیا ہے؟ کہ جب بھی حدیث سامنے آجائے "صح الحديث" میرا مذہب یہی صحیح حدیث ہے۔ اپنا ذمہ بَری کر گئے ہیں کہ نہیں؟

اب یہ بعد میں آنے والوں پر ہے نا فرض کہ واقعی امام کی اتباع کرتے ہیں یا نہیں کرتے ہیں۔ تو جو حدیث کو چھوڑ دیتے ہیں اور امام کے قول کو لے کر مذہب بنا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ مذہب ہے تو امام کا مذہب تو نہیں ہے! امام کا مذہب کیا ہے؟ حدیث پر قائم ہے۔ حدیث صحیح ثابت ہو گئی ہے اور مسئلہ اگر صریح بھی ہے تو کیوں نہ مانیں بھائی نہ ماننے کی وجہ کیا باقی رہتی ہے؟!

تو شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں "فاحذر أيها المسلم أن ينتفي عنك الايمان" (اے مسلم! خبردار رہو کہ تم سے کبھی ایمان کی نفی نہ ہو جائے)۔

پھر ایک مثال دیتے ہیں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ، کہتے ہیں مثال یہ ہے کہ دو لوگوں کا جھگڑا آپس میں ہوا کسی شرعی مسئلے میں تو ان دونوں میں سے ایک نے سنت سے دلیل پکڑی حدیث پیش کر دی، تو دوسرے شخص نے جو جھگڑا کر رہا تھا اس کو سینے میں تھوڑی تنگی محسوس ہوئی کہ وہ کس طریقے سے جس کی وہ اتباع کر رہا ہے جس کے پیچھے وہ چل رہا ہے اس کی بات کو چھوڑ کر وہ سنت کی اتباع کی طرف واپس آجائے؟! مشکل تھا اُس کے لیے۔ تو یہ شخص جو ہے جو یہ تنگی محسوس کر رہا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس کا ایمان ناقص ہے کمزور ایمان والا ہے کیونکہ جو سچا اور پکا مومن ہے وہ شخص ہوتا ہے جو کتاب اور سنت کے نصوص کے سامنے اپنا سَر جھکا دیتا ہے اور اُن ہی سے کامیاب ہو جاتا ہے (قرآن اور سنت سے کامیابی اسے حاصل ہوتی ہے) اور جب قرآن اور سنت کے نصوص پر عمل کرتا ہے گویا کہ اسے سب سے بڑی غنیمت مل گئی ہے اور وہ کہتا ہے "الحمد لله الذي هداني لهذا" (اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی ہے اس بات کو قبول کرنے کی (سنت کی اتباع کرنے کی))۔

اور واللہ بہت بڑی توفیق ہے بہت بڑا اعزاز ہے اور شرف ہے کہ کوئی شخص اپنا سَر جھکا دے سنت کے سامنے اور سنت کی اتباع کرنا شروع کر دے اور باقی اپنی خواہشات ایک طرف پھینک دے۔ اگرچہ میری خواہش کے خلاف بھی ہے تو

میری کیا حیثیت ہے؟! اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان آگیا ہے سنت ثابت ہوگئی ہے اتباع سنت کے سوا کوئی اور راستہ باقی ہے ہی نہیں مومن کے لیے، اگر کوئی اور راستہ تلاش کرتا ہے تو پھر اپنے ایمان کا جائزہ لے لے سب سے پہلے ضرب ایمان پر ہی آتی ہے (اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے)۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ)، یہ فلاں شخص جو ہے جو اپنی رائے کے لیے تعصب سے کام لیتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ جو نصوص ہیں شریعت کے جو دلائل ہیں انہیں توڑنے کی کوشش کرتا ہے یا موڑ توڑ کر دیتا ہے تاکہ ان کی توجیح دے سکے جو وہ چاہتا ہے اپنی خواہش کے مطابق وہ نہیں جو اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے ہیں تو ایسا شخص ہے وہ بڑے عظیم خطرے میں ہے (بہت بڑے خطرے میں ہے ایسا شخص جو ہے!)۔

بہرحال، تو اتباع سنت فرض ہے تمام مسلمانوں پر، جب اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان سامنے آجائے اور حدیث صحیح ثابت ہو جائے اور صریح بھی ہو تو اپنا سر خم کر کے اسے تسلیم کرنا ہے۔ اور تسلیم کیسے کرنا ہے؟ جیسا کہ قرآن مجید کی اس آیت میں آیا ہے، اور دیکھیں ﴿فَلَا وَرَبِّكَ﴾ قسم ہے اور خاص ربوبیت کی قسم کہ تیرے ربّ کی قسم اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پھر ایمان کی نفی کر دی گئی ہے صرف استثناء کیا ہے یہ تین چیزیں ہیں: (۱) فیصلہ کرنا ہے کروانا ہے فیصلہ تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ ہے قرآن اور سنت ہے۔ (۲) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پاگئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ابھی باقی ہے زندہ ہے تا قیامت رہے گی۔ (۳) اور فیصلہ کرنے کے بعد قرآن اور سنت سے سینے کو کشادہ ہونا چاہیے اسے من و عن سے تسلیم کرنا چاہیے ﴿وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾۔ تسلیم کیسے کرنا ہے قبول کیسے کرنا ہے؟ مکمل طریقے سے کہ ذرّے برابر بھی کوئی چیز باقی نہ رہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں ارادے کی قسمیں "أقسام الإرادة" (جیسے پہلے گزر چکا ہے پچھلے درس میں ایک مختصر طور پر مراجع کے طور سمری (Summary) شیخ صاحب بیان کر رہے ہیں) کہ ارادے کی دو قسمیں ہیں: (۱) الارادۃ الکونیۃ۔ (۲) اور دوسری قسم ہے الارادۃ الشرعیۃ۔

ذرا فرق دیکھیں دونوں میں بڑا آسان ہے اور آپ پریکٹیکلی (Practically) بھی اسے یعنی جب بھی آپ قرآن کی آیت میں اللہ تعالیٰ کے ارادے کا لفظ پڑھیں گے تو ان شاءاللہ آپ یہ تفریق کر سکیں گے کہ ارادہ شرعیہ ہے یا کونیہ ہے (بعض اوقات دونوں بھی ہوتے ہیں)۔

توارادہ کونیہ جو ہے اسے مشیئت بھی کہتے ہیں "أراد الله يعني شاء الله"،اور یہ ارادہ جو ہے اس کا تعلق جو ہے اللہ تعالیٰ کی پسند ناپسند سے نہیں ہے (یعنی اللہ تعالیٰ پسند بھی کرتا ہے؟ کر سکتا ہے پسند اور نہیں بھی کر سکتا اس چیز کو جس چیز کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہو)۔

یعنی مثال کے طور پر کوئی شخص کہے "کہ اللہ تعالیٰ نے کفر کا ارادہ کیا ہے کہ کفر واقع ہو دنیا میں"۔ ارادہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے؟ جی ہاں "شاء الله"۔ تو یہ کون سا ارادہ ہے؟ مشیئت ہے ارادہ کونیہ ہے۔ شرعاً اللہ تعالیٰ چاہتا ہے؟ شرعاً ارادہ کرتا ہے؟ شرعاً نہیں کرتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کفر کو پسند نہیں کرتا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس کا واقع ہونا لازمی ہوتا ہے جس چیز کا اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے "کوناً" کونی ارادہ جو ہے لازمی واقع ہو کر رہتا ہے اسے کوئی روک نہیں سکتا۔

یہ دو چیزیں ارادہ کونیہ سے جڑی ہوئی ہیں: (۱) پہلی بات یہ ہے کہ پسند ناپسند سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے یا نہیں کرتا ہے۔ (۲) دوسری بات یہ ہے کہ واقع ہو کر رہتی ہے اسے کوئی روک نہیں سکتا۔

دوسری قسم کا ارادہ ہے الارادۃ الشرعیۃ (شرعی ارادہ)، یہ مترادف ہے اللہ تعالیٰ کی پسند کے، محبت "بما يحبه الله"۔ (ارادہ کونیہ ہے "ما شاء الله" (جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے)، ارادہ شرعیہ "بما يحبه الله" (جو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے))۔ تو اس کا تعلق سے چیز سے ہے؟ ہر اس چیز سے ہر اس ارادے سے جو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس کا واقع ہونا لازمی نہیں ہے کہ واقع ہو (ہو بھی سکتا ہے نہیں بھی ہو سکتا جیسے اللہ تعالیٰ کوئی چیز پسند کرتا ہے وہ واقع نہیں بھی ہو سکتی یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے (عجب ہے! سبحان اللہ))۔

یعنی اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ تمام جو مکلفین ہیں توحید پر آجائیں صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ نہیں؟ ارادہ ہے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے (ارادے کے اعتبار سے چاہتا ہے)۔ لیکن کیا تمام جتنے بھی مکلفین ہیں سب موحدین ہیں؟ نہیں۔

جو اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز چاہی بھی ہے وہ واقع نہیں بھی ہو ممکن ہے کیا؟ جی ہاں۔ کیسے ممکن ہے؟ "الارادۃ الشرعیۃ" (شرعی ارادے سے ممکن ہے) کہ اللہ تعالیٰ کوئی چیز چاہتا بھی ہے ارادہ بھی کرتا ہے کسی چیز کا وہ واقع بھی نہیں ہوتی ارادہ شرعیہ کے اعتبار سے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ)، اگر کوئی شخص یہ کہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں کوناگ اور اسے پسند بھی نہیں کرتے؟! (کیونکہ جو کوئی ارادہ ہے اس کا تعلق پسندیدگی سے نہیں ہے پھر کیسے ممکن ہے اللہ تعالیٰ کسی چیز کا ارادہ بھی کرتا ہے اسے پسند بھی نہ کرتا ہو کیا ممکن ہے یہ؟)۔

یعنی مثال کے طور پر یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کفر کا اور فسق اور نافرمانی کا ارادہ کرتے ہیں اور اسے پسند بھی نہیں کرتے؟ اللہ تعالیٰ کفر کو پسند نہیں کرتا اور کفر پر راضی بھی نہیں ہوتا﴿وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ﴾(الزمر:7)، کبھی نہیں! پسند بھی نہیں کرتا راضی بھی نہیں ہوتا نہ کفر نہ فسوق نہ عصیان ساری چیزیں تو اس کا جواب کیا ہے؟

شیخ صاحب فرماتے ہیں جواب یہ ہے (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) کہ ایک تعلق سے ایک طرف سے اللہ تعالیٰ کو پسند ہے دوسری طرف سے پسند نہیں ہے۔ پسند اس اعتبار سے ہے کہ جتنے بہت بڑے عظیم مصالح جڑے ہوئے ہیں اس چیز سے، اور مکروہ اس لیے ہے ناپسند اس لیے ہے کہ اس کی معصیت ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔

اور اس میں شیخ صاحب فرماتے ہیں (ذرا عقلی دلیل دیکھیں) کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ کوئی چیز (ایک ہی چیز) کسی شخص کے لیے پسند بھی ہو اور مکروہ (ناپسند) بھی ہو۔ وہ کیسے؟

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ اس میں مثال یہ ہے کہ ایک شخص ہے اپنے بچے کو ڈاکٹر کے پاس لے کر جاتا ہے (اپنے لخت جگر کو ڈاکٹر کے پاس لے کر جاتا ہے) اور آپریشن کے لیے اسے پیش کر دیتا ہے ڈاکٹر اس کا پیٹ کھول دیتا ہے (یا اسے چیرا لگا دیتا ہے یا اسے زخم لگا دیتا ہے) اور بچہ روتا بھی ہے درد بھی ہوتا ہے تکلیف بھی ہوتی ہے اور یہ شخص اسے ناپسند بھی کرتا ہے (کہ اپنے بچے کو تکلیف ہو پسند تو کوئی بھی نہیں کرتا) لیکن ایک اعتبار سے پسند اس لیے کہ اس کی جو تکلیف ہے وہ دور ہو جائے گی اس کا مرض چلا جائے گا اس کا صحیح علاج ہو جائے گا۔ جب ڈاکٹر اسے کاٹ رہا ہوتا ہے تو تسلی بھی

ہوتی ہے تکلیف بھی ہوتی ہے، خوشی بھی ہوتی ہے غمی بھی ہوتی ہے، پسند بھی ہوتا ہے ناپسند بھی ہوتا ہے یہ ساری چیزیں ہوتی ہیں (ایسا ہوتا ہے کہ نہیں ہوتا؟ ہوتا ہے)۔

اور یہ بھی دیکھیں کہ بعض اوقات یعنی داغنے کے لیے اس زمانے میں یہ تو نہیں ہوتا تھا کہ اسپیشل اور یہ اب جو ٹیکنالوجی (Technology) اتنی ہے، میڈیکل ٹیکنالوجی (Medical Technology) ہے اور آپ انہیں نشہ دیتے ہیں ۔ نہیں! داغتے تھے یا ویسے ہی کٹ (Cut) لگاتے تھے ایمرجنسی میں۔

تو داغنا یعنی لوہے کی سلاخ کو گرم کرنا ہے باپ اپنے بیٹے کو لے کر گیا ہے لختِ جگر کو لے کر گیا ہے تکلیف ہے اسے اور جو داغنے والا شخص ہے علاج کرنے والا شخص ہے وہ لوہے کو گرم کرتا ہے آگ پر، باپ دیکھ رہا ہے اور سلاخ گرم ہو گئی ہے سُرخ ہو گئی ہے اور علاج کرنے والا شخص جو ہے اسے بچے کے جسم پر لگاتا ہے، تکلیف تو ہے ناپسندیدگی تو ہے لیکن پسند بھی ہے اس کو اس وقت ایک ہی وقت میں۔ پسند کر رہا ہے کہ نہیں کر رہا کہ ایسا ہو؟ پسند کر رہا ہے ظاہر ہے کہ اس کا علاج جو ہے (سبحان اللہ)۔

تو ایک اعتبار سے پسند کرتا ہے دوسرے اعتبار سے اسے پسند نہیں بھی کرتا ہے تو اس میں یہ کب ایسے ہوتا ہے؟ کسی خاص مصلحت کو پانے کے لیے اصل مقصد یہ ہوتا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ جلّ شانہ وللہ المثل الأعلی کئی چیزیں اس دنیا میں ایسی واقع ہوتی ہیں موجود بھی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے۔ کفر کو اللہ تعالیٰ پسند کبھی نہیں کرتا، شرک کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا، نافرمانی کو پسند نہیں کرتا، معصیت کو (جتنی معصیتیں ہیں) اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا لیکن کیا اللہ تعالیٰ کے ارادے کے بغیر موجود ہیں دنیا میں؟ نہیں سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے تو ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی چاہت کے بغیر ممکن ہے کفر کیا؟ نہیں۔

ورنہ پھر دوسری پوسیبلیٹی (Possibility) کیا ہے؟ کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کفر نہ ہو، بندوں نے چاہا ہے کفر ہو اور بندے کی مشیئت اللہ تعالیٰ پر غالب آگئی ہے (نعوذ باللہ)۔ یہ تو اور کفریہ عقیدہ ہے نعوذ باللہ! تو پھر مطلب کیا ہے؟

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کفر کو پسند نہیں کرتا اس کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ نے کفر کو چاہا ہے کہ کفر دنیا میں واقع ہو۔ وجہ کیا ہے؟ اگر کفر نہ ہو تو پھر ایمان کہاں پر ہوتا اہل ایمان اور اہل کفر کی تفریق کیسے ہوتی؟! انسان مجبور نہیں ہے یہ جبریہ کا

عقیدہ ہے نعوذ باللہ کہ انسان پیدائشی جنتی ہے یا پیدائشی دوزخی ہے، یا پیدائشی کافر ہے یا پیدائشی مومن ہے وہ کبھی بھی تبدیل نہیں ہو سکتا۔ نہیں!" اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

ہمارے ذمے عمل ہے ہمیں کیا پتہ کہ لوح محفوظ میں کیا لکھا ہے؟! مقدر میں ہمارے کیا ہے کیا پتہ ہے کہ مقدر میں کیا لکھا ہے؟! انسان اچھا عمل کر کے کہے کہ میرے مقدر میں اچھا عمل لکھا ہوا تھا بُرا عمل کر کے کیوں کہتا ہے میرے مقدر میں لکھا ہوا تھا؟!

مقدر وہ ہے جو ہمیں نظر نہیں آتا ہمیں نہیں پتہ کہ کیا لکھا ہے لیکن یہ یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا ﴿وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا﴾ (الکھف: 49)۔ ہم بچوں پر ظلم نہیں کرتے اللہ اَرحم الراحمین ہے وہ کیسے ظلم کرے گا (نعوذ باللہ)؟! یہ تو اور کفریہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ (نعوذ باللہ) ظلم کرتا ہے!

اس لیے وہ ان چیزوں سے بچنے کے لیے اور غلط عقائد لے کر آئے ہیں، قدریہ تقدیر کا انکار کر کے اپنی بدعقیدگی لے کر آئے کفریہ عقیدہ لے کر آئے، جبریہ جبر کا عقیدہ لے کر آئے اور اس ظلم سے بچنے کے لیے کہ اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا تو انسان خود مجبور ہے (نعوذ باللہ)۔ نہیں! بلکہ یہ تو ظلم ہے (نعوذ باللہ) کہ اللہ تعالیٰ انسان کو کافر پیدا کرتا ہے اور وہ کافر ہی رہتا ہے اور کفر پر مرتا بھی ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ سزا بھی دیتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے مجبور کیا ہے کفر پر (نعوذ باللہ) یہ کیسے ممکن ہے؟!

تو اللہ تعالیٰ کفر کو بالارادۃ الکونیۃ چاہا ہے "شاء الله الكفر ولكن لا يحبه ولا يرضاه"، نہ پسند کرتا ہے کفر کو اللہ تعالیٰ اور نہ اس سے راضی ہوتا ہے۔

پھر شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں مسلکی فائدہ جو ہمیں ملتا ہے اللہ تعالیٰ کی صفت ارادہ کو جاننے سے دو چیزیں ہیں:

1-پہلی بات یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اپنی امیدیں اور ڈر جوڑ لیں تمام احوال اور تمام اعمال میں کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے ارادے سے ہی ہے اور اس سے ہمارا توکل مضبوط ہوتا ہے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ مضبوط ہوتا ہے۔

جب ہمیں یقین ہے کہ کائنات میں سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے چلتا ہے اللہ تعالیٰ کے ارادے سے ہے اللہ تعالیٰ کی مشیئت سے ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے تو پھر ہماری امیدیں، ہمارا ڈر، ہمارا خوف، ہماری محبت، یہ جو بھی دل

کے اعمال ہیں سب اللہ تعالیٰ سے جڑ جاتے ہیں اور اس سے ایمان مضبوط ہوتا ہے اور توکل بھی مضبوط ہوتا ہے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ بھی مضبوط ہوتا ہے۔

2-دوسری بات یہ ہے کہ ہمیں وہ عمل کرنا چاہیے جو اللہ تعالیٰ شرعاً چاہتے ہیں جو شرعاً ارادہ کرتے ہیں اور جب ہم یہ جان لیتے ہیں کہ یہ فلاں معاملہ جو ہے اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور اللہ تعالیٰ نے شرعاً بھی چاہا ہے تو اس سے ہماری عظیمت جو ہے عمل کرنے میں وہ قوی ہو جاتی ہے اور کرنا ہمارا آسان ہو جاتا ہے (عمل صالح کرنا آسان ہو جاتا ہے)۔

((یہ مختصر چند الفاظ تھے شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کے صفۃ الارادۃ کے تعلق سے))۔

پھر شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں "وقوله" (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے) ﴿وَأَحْسِنُوٓا۟ ۛ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُحْسِنِينَ﴾(البقرۃ:195)۔

اور شیخ الاسلام رحمہ اللہ اب اللہ تعالیٰ کی "صفۃ المحبۃ" (محبت کی صفت) کے بیان کا آغاز کرتے ہیں اس میں آٹھ آیتیں شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے بیان کی ہیں ان میں سے دیکھتے ہیں آج کے درس میں کچھ بیان کر دیتے ہیں پھر ان شاء اللہ اگلے درس میں مکمل کریں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے﴿وَأَحْسِنُوٓا۟ ۛ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُحْسِنِينَ﴾(اور احسان کرو بے شک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے)۔صفۃ المحبۃ کو ثابت کرنے کے لیے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس آیت سے اللہ تعالیٰ کی اس پیاری صفت کو بیان کیا ہے اور اور اس آیت کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔

اس آیت یا اس جملے کی شرح میں فضیلۃ الشیخ العلامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں﴿وَأَحْسِنُوٓا۟﴾ فعل أمر ہے "تم سب مل کر احسان کرو" اور احسان واجب بھی ہو سکتا ہے اور مستحب بھی ہو سکتا ہے، واجب وہ ہے جس پر واجب متوقف ہو جاتا ہے (واجب احسان وہ احسان جس پر واجب متوقف ہو جاتا ہے یعنی جس کے بغیر واجب پورا نہیں ہوتا) تو یہ واجب احسان ہے، اور اس کے علاوہ جو احسان ہے وہ مستحب احسان ہے۔

تو﴿وَأَحْسِنُوٓا۟﴾ فعل أمر ہے اس مین واجب اور مستحب دونوں شامل ہیں۔

اور احسان اللہ تعالیٰ کی عبادت میں بھی ہوتا ہے مخلوق کے معاملات میں بھی ہوتا ہے، یعنی احسان "الإحسان في عبادة الله والإحسان إلي عباد الله"، یوں یاد کر لیں آسان ہے۔

جب بھی احسان کا لفظ آپ دیکھیں اس کے دو پہلو ہیں:

1-"الإحسان في عبادة الله"(اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے احسان کرنا)۔

"أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ"، جیسا کہ مسلم کی حدیث معروف حدیث سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کی حدیث میں آیا ہے کہ اسلام کیا ہے؟ ایمان کیا ہے؟ احسان کیا ہے؟ احسان کے تعلق سے کیا فرمایا ہے؟ "أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ" کس چیز سے جوڑ دیا احسان کو؟ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے۔

تو "الإحسان في عبادة الله" یہ پہلا پہلو ہے پہلی اس کی قسم ہے۔

دوسری قسم کا احسان کون سا ہے؟ "الإحسان إلي عباد الله"۔

"عبادة الله وعباد الله" اور عباد اللہ میں سب شامل ہیں (انسان ہے جِن ہے، درند ہے پرند ہے، سب اللہ تعالیٰ کی مخلوقات ہیں)۔

آپ کو پتہ ہے شرعاً جانوروں پر بھی احسان ہے؟ حدیث میں کیا آیا ہے؟ کہ جب بکرا ذبح کرو قربانی کے لیے "فأَحْسِنُوا الذَّبْحَ"۔ "احسن" کس طریقے سے احسن کرنا ہے؟ دوسری روایت میں کیا ہے؟ کہ چھری چھپا کر جانی ہے اسے دکھانا نہیں ہے۔ جانور ہے دیکھا جائے تو جانور کو ویسے ہی ذبح کرنا جانور کے سامنے، نہیں! فرق پڑتا ہے جانور کی بھی آنکھیں ہیں نا وہ بھی دیکھتا ہے نا، اس کی بھی فیلنگز (Feelings) ہیں۔

یعنی اسلام میں دیکھیں اس کی فیلنگز (Feelings) کا بھی خاص خیال رکھا گیا ہے (جانور کی بکرے کی فیلنگز (Feelings) کا) پھر انسانوں کو تکلیف دینا اور مسلمانوں کو تکلیف دینے کی آپ کیا بات کرتے ہیں؟! کہتے ہیں "کہ اسلام دہشت گردی کی تعلیمات دیتا ہے" (نعوذ باللہ)۔

آپ یہ دیکھیں چھوٹی سی مثال ہے کہ قربانی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے قربانی کا طریقہ بھی ہے یہ نہیں کہ صرف قربانی جیسے کرنی ہے کرو، نہیں نہیں! اس کا طریقہ ہے شرعاً کہ کیسے تم نے قربانی کرنی ہے، احسان جانور کو ذبح کرتے وقت بھی۔ عجیب دیکھیں گلا کاٹ رہے ہیں اس پر بھی احسان ہے! اللہ تعالیٰ نے اس بکرے کو پیدا اس لیے کیا ہے کہ اس کا گلا کاٹا

جائے یا ویسے مر جاتا ہے، نہیں! اللہ کے حکم سے گردن کٹوادی اُس نے غیر مکلف ہے جانور ہے سُر خرو ہو گیا قیامت کے دن کوئی حساب کتاب نہیں، مٹی ہو جائے گا بات ختم ہو جائے گی۔ حساب تو ہمارا ہونا ہے نا(ذبح کرنے والے کا حساب نہیں جس کو ذبح کیا ہے اس کا کوئی حساب نہیں ہے

((چھری چھپا کر جانی ہے اور ایک بکرے کو دوسرے کے سامنے ذبح نہیں کرنا ہے))۔

میرے بھائی! ایک عورت (بدکار عورت) کتے کی وجہ سے جنت میں داخل ہوئی ہے (کتے کی وجہ سے! کتے پر احسان کیا ہے جنت میں ہو گئی)۔ کتے پر احسان سے کوئی جنت میں جا سکتا ہے؟! یہ دین اسلام کی تعلیمات ہیں، لوگ کہتے ہیں کہ دہشت گردی کا دین ہے! (نعوذ باللہ)۔

جو دین ہمیں یہ سبق سکھاتا ہے کہ ایک بدکار عورت ہے بدکاری کرتی ہے سفر پر جارہی ہے کنواں دیکھا ہے شدید پیاسی ہے کنویں پر جاتی ہے پانی نکالتی ہے پیتی ہے باہر دیکھتی ہے کہ ایک کتا باہر بیٹھا ہے اور شدید پیاس کی حالت میں ہے۔ اب کتا کہاں جائے اگر وہ کنویں میں کودتا ہے تو اس کی موت ہے باہر بیٹھا ہے تب بھی موت ہے اس کے لیے؟! تو اس نے دیکھا ہے کہ کتے کو کیسے پانی دوں کیسے پانی پلاؤں اسے! اس کا جو خُف تھا (جو اس کے موزے تھے، جوتے نہیں موزے جو ہوتے ہیں جلد کے بنے ہوتے تھے پتہ ہے آپ کو) تو پانی ڈال کر اس کتے کو پانی پلا دیا۔ اللہ تعالیٰ کو اس کا یہ عمل پسند آیا ہے اس احسان کو اللہ تعالیٰ نے پسند کیا ہے، جنت میں داخل ہو گئی۔

پتہ ہے کہ جب جلد میں آپ پانی ڈالتے ہیں تو جلد تو خراب ہو جاتی ہے نا، موزہ خراب ہو گیا اس کا اس نے پرواہ نہیں کی کہ اس نے آگے سفر کرنا ہے موزہ پھٹ جائے گا شدید صحرا کی گرمی ہے اسے پرواہ نہیں تھی، اس کتے پر احسان کرنا ہے۔

دیکھیں توفیق اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور موقع بھی اللہ تعالیٰ دیتا ہے تو موقع ہاتھ سے نہیں جانا چاہیے، ایسا موقع جو ہوتا ہے نا جس سے آپ کی بخشش ہو جائے ایک عمل سے آپ کی بخشش ہو جائے۔ پتہ ہے کہ ایک عمل سے آپ کی بخشش ہو سکتی ہے! چھوٹے سے عمل سے ہو سکتی ہے!

یہ تو ہمیں حدیث میں پتہ چلا ہے نا اس نے کبھی سوچا تھا کہ میری اس طرح سے بخشش ہو جائے گی اللہ تعالیٰ مجھے معاف کر دے گا؟! (سبحان اللہ)۔ اس لیے چھوٹے سے چھوٹے عمل کو بھی حقیر نہ سمجھیں جانوروں پر احسان کرنے کو بھی

حقیر نہ سمجھیں، جانوروں پر احسان! کتا اگر جسم پر لگ جائے نا گیلا ہو تو ناپاک ہے، اُس کا لعاب بھی ناپاک ہے۔ اب دیکھیں ناپاک جانور پر احسان کر کے بھی جنت میں داخل ہو گئی (سبحان اللہ)۔

الغرض تو "الإحسان في عبادة الله والإحسان إلي عباد الله"۔

اور شیخ صاحب فرماتے ہیں، عبادت میں تو سمجھ آگئی ہے جیسے حدیث میں آیا ہے "أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ"، اس کی دو حالتیں ہیں:

1- پہلی حالت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کرو جیسے گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو (یعنی عبادت کا حق ادا کرنا ہے توحید اخلاص مکمل ایمان کی بنیاد پر یقین کے ساتھ)۔

2- اور اگر یہ مرتبہ نہ ہو کچھ کمی ہو جائے لیکن یہ دوسرا مرتبہ ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے یہ بھی احسان میں سے ہے کہ تمہیں یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ تجھے دیکھ رہا ہے (تُو عبادت کیسے کر رہا ہے، تیری حالت کیسی ہے تیری زندگی کیسے بسر ہو رہی ہے تیرا رہن سہن کیسا ہے)۔

جب عبادت کے لیے ہم کھڑے ہو جاتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں کہتے ہیں "اللہ اکبر" (تکبیر تحریمہ) ایک یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہیں ایسے عبادت کریں مکمل خشوع و خضوع کے ساتھ، اس میں تھوڑی سی کمی ہو جائے اگر تو پھر یہ نہ بھولیں کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔ اس کے بعد پھر احسان کا درجہ نہیں ہے کوئی یہی دو ہیں بس عبادت میں، اس سے کم احسان نہیں ہے پھر۔

اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے دیکھیں ہم جب نماز پڑھتے ہیں ہماری حالت کیا ہوتی ہے کہاں گم ہوتے ہیں کہاں مگن ہوتے ہیں؟! یعنی بعض اوقات آپ دیکھتے ہیں کہ نماز پڑھتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے کہ ساتھ والا شخص کھڑا ہوتا ہے دو تین سیکنڈ سکون سے کھڑا نہیں ہو سکتا! کبھی سر کھجا رہا ہے کبھی داڑھی کھجا رہا ہے، کبھی گھڑی دیکھ رہا ہے کبھی موبائل کو، کبھی کیا کر رہا ہے! یعنی گویا کہ وہ کسی ایسی چیز میں پھنسا ہوا ہے جس سے وہ نکلنا چاہتا ہے! (إلا من رحم اللہ سبحانہ وتعالیٰ)۔

یہ احسان نہیں ہے عبادت میں یاد رکھیں، ہاں کوئی بیماری ہے کوئی تکلیف ہے وہ الگ بات ہے وقتی طور پر ہو جاتا ہے لیکن عادت کے طور پر! نماز میں کھڑے ہیں یہ کیا ہوتا ہے کیا اسے کہتے ہیں پٹاخے نکال رہے ہیں ہاتھوں کے پاؤں کے؟

کہاں خشوع ہے نماز میں کوئی ایسا کرتا ہے؟!آپ کسی شخص کے سامنے بیٹھیں آفس میں یوں کر کے دیکھیں اچھا لگے گا کبھی کر سکتے ہیں؟!کلاس میں ٹیچر پڑھا رہا ہو یہ شروع کر دیں کوئی بچوں کے سامنے کر سکتا ہے؟!

نماز میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہیں ہم کہتے ہیں﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾(الفاتحہ:1)اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "حَمِدَنِي عَبْدِي"جواب دیتا ہے اللہ تعالیٰ ہر نمازی کو کتنا بڑا شرف اور اعزاز ہے نمازی کے لیے اور اِسے پتہ ہی نہیں کہ میں کہاں کھڑا ہوں؟!((تو اپنی نماز میں دیکھیں کہ احسان کیسے کیا جاتا ہے))۔

الغرض، اور یہ جو درجہ ہے دوسرا والا کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے تو انسان ڈر جاتا ہے عبادت کرتے ہوئے کہ عبادت کا حق کیسے ادا کرنا ہے کیونکہ اس سے کم کوئی اور درجہ نہیں ہے بعد میں پھر۔

اور جو احسان ہے مخلوق کے لیے اللہ تعالیٰ کے بندوں کے لیے اس کی تفسیر میں تین چیزیں بیان کی گئی ہیں شیخ صاحب فرماتے ہیں"بذل الندى، وكف الأذى، وطلاقة الوجه"۔

تین چیزوں سے مخلوق سے احسان ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے بندوں سے احسان ہوتا ہے:

1-"بذل الندى" (کہ خیر خواہی اور اچھا کام کرے کسی کے لیے)۔

2-"وكف الأذى" (اور اذیت کو روک دے دوسروں پر اذیت نہ کرے)۔

((بھلائی کرے دوسروں کے ساتھ یہ پہلی بات ہے۔ بھلائی نہیں کر سکتے دوسری بات کیا ہے؟اذیت کسی کو نہ دے، بھلا نہیں کر سکتے تو بُرا بھی نہ کرے کسی کے ساتھ))۔

3-تیسری بات"وطلاقة الوجه" (کہ آپ کے چہرے پر رونق اور مسکراہٹ ہونی چاہیے کہ آپ کا مسلمان بھائی جب آپ کو دیکھے تو پتہ چلے کہ آپ کے چہرے پر رونق ہے، آپ کے چہرے کو دیکھ کر اس کے دل میں مسرت پیدا ہو جائے خوشی پیدا ہو جائے"طلاقة الوجه")۔

اور"بذل الندى" شیخ صاحب فرماتے ہیں(یہ معروف اور بھلائی کے معنیٰ میں آتا ہے چاہے یہ بھلائی جو ہے معروف جو مالی ہو، بدنی ہو یا اثر و رسوخ سے کسی کی سفارش وغیرہ کے اعتبار سے ہو)"وكف الأذى"(جو ہے یعنی اپنی اذیت سے لوگوں کو بچاؤ، یا لوگ آپ کی اذیت سے بچ جائیں)"وطلاقة الوجه"(کہ چہرے پر رونق ہونی چاہیے ہمیشہ غصے کی حالت نہیں ہونی چاہیے اِلا یہ کہ اس کی کوئی وجہ ہو)، غصہ اللہ کے لیے کہ دین میں نافرمانی کوئی ہوئی ہو یا دین میں کسی

چیز کی کمی ہوئی ہے تو آپ کو تھوڑا غصہ آتا ہے وہ حق ہے لیکن بات یہ ہے کہ ہمیشگی یا آپ کی جو ایک عادت ہے وہ غصے والی نہیں ہونی چاہیے، آپ کی عادت یہ ہونی چاہیے کہ جب آپ مسلمان بھائی سے بات کریں تو آپ سے کم سے کم درجے کا یہ حق رکھتا ہے کہ آپ اُس سے اچھے طریقے سے پیش آئیں اس کی رسپکٹ (Respect) کریں اس کا احترام کریں **طلاقة الوجه** کے ساتھ خندہ پیشانی کے ساتھ اس سے پیش آئیں۔

یہاں تک کہ (شیخ صاحب فرماتے ہیں) ہم کسی زانی کو جب سنگسار کرتے ہیں جب پتھر مارتے ہیں یا اسے کوڑے مارتے ہیں تو یہ بھی اس پر احسان ہے یہ بھی اس کے لیے احسان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی ہے اور اس کا جو گناہ تھا اس کا کفارہ بھی ہو گیا ہے اس حد قائم کرنے سے۔

اور احسان (شیخ صاحب فرماتے ہیں) روزمرہ زندگی میں خرید و فروخت کے مسئلے میں بھی احسان ہوتا ہے، اِجارت میں (کرائے کے معاملات میں) بھی ہوتا ہے، نکاح میں بھی اور تمام اُمور میں جو دنیاوی اُمور ہیں یا دینی اُمور ہیں تمام میں احسان شامل ہے۔

اور اسی طریقے سے (شیخ صاحب فرماتے ہیں) کہ جب آپ احسان کے ساتھ معاملات طے کرتے ہیں اور جو سختی کرنے والے ہیں یا جو مشکل میں اُن پر آپ صبر کرتے ہیں اور یعنی جو آپ نے اُن سے حق لیا ہے وہ واپس بھی کر دیتے ہیں وقت پر یا جلدی یہ بھی یعنی بھلائی کے کاموں میں سے ایک کام ہے، لیکن اگر کسی پر آپ زیادتی کرتے ہیں دھوکے سے جھوٹ سے تو اس طریقے سے آپ نے اُن کو اذیت دی ہے اور اپنی اذیت کو روکا نہیں ہے کیونکہ یہ اذیت ہے اور حق یہ ہے کہ احسان سے کام لینا ہے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اور اللہ تعالیٰ سے بندوں سے احسان کرنا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (یہ صرف ﴿وَاَحۡسِنُوۡا﴾ کی ابھی تک تفسیر ہے) ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ﴾ (بے شک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے)، شیخ صاحب فرماتے ہیں یہ تعلیل ہے اُمر کے لیے۔ ﴿وَاَحۡسِنُوۡا﴾ کیوں اُحسنوا؟ یعنی احسان کرو تم سب مل کر۔

کیوں احسان کریں؟ ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ﴾ کیونکہ اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے احسان کرنے والوں کو۔ کتنا بڑا اعزاز ہے! واللہ بہت بڑا اشرف ہے یہ اللہ تعالیٰ حکم بھی دیتا ہے اور پھر پسند بھی خود کرتا ہے!

تو یہ تعلیل ہے اس اُمر کی ﴿وَاَحۡسِنُوۡا﴾ کی اور یہ ثواب ہے احسان کرنے والے کا کہ اللہ تعالیٰ اسے پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت جو ہے اور پسندیدگی بہت عظیم اور بلند مرتبہ ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں، اللہ کی قسم کہ اللہ تعالیٰ کی جو محبت اور پسندیدگی جو ہے وہ پوری دنیا بھی اگر خرچ کردی جائے تب بھی اسے حاصل نہیں کیا جاسکتا ہے نہ اسے خریدا جاسکتا ہے (یعنی اگر کوئی لینا چاہے اللہ تعالیٰ کی محبت اللہ تعالیٰ پسندیدگی جو ہے اگر دنیا ساری قربان بھی کردے تو کہیں سے خرید نہیں سکتا (سبحان اللہ))۔"وواللہ إن محبة الله لتشتری بالدنیا کلها"اگر دنیا پوری بھی قربان کردی جائے ناتب بھی کم ہے اور یہ مرتبہ جو ہے"أعلی من أن تحب الله"یہ اُس سے زیادہ مرتبہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو (اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرتا ہے یہ بہت بلند مرتبہ ہے اس سے کہ تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو پسند کرتے ہو)، اور اس لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ﴾ (آل عمران:31)"ولم یقل: فاتبعونی"، غور کریں ذرا (کہہ دیں اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) ﴿قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ﴾ (اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو) ﴿فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ﴾ (میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تمہیں پسند کرے گا تم سے محبت کرے گا)۔ یہ نہیں فرمایا "فاتبعونی، تصدقوا في محبتكم لله" (یہ نہیں فرمایا کہ تم اگر میری اتباع کرو تو پھر اللہ تعالیٰ کی محبت میں تم سچے ہوگے (نہیں! اللہ تب تم سے محبت کرے گا))۔

یہ نہیں کہ تم اللہ تعالیٰ سے محبت کروگے تمہاری محبت اللہ تعالیٰ سے سچی ہوگی (یہ ایک درجہ ہے)۔اس سے بڑا درجہ کیا ہے؟ ﴿يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ﴾ (اللہ تعالیٰ تمہیں پسند کرے گا)۔اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتنا بڑا شرف ہے کتنی بڑی فضیلت ہے کتنا بڑا انعام ہے کتنا بڑا ثواب ہے؟ ﴿يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ﴾۔

ظاہر ہے ہر مسلمان محبت کرتا ہے کہ نہیں اللہ تعالیٰ سے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے؟ سب کہتے ہیں اور یقیناً دعویٰ تو سب کرتے ہیں۔ حق کون ادا کرتا ہے؟ حق ادا کیسے ہوگا؟ ﴿فَاتَّبِعُوۡنِىۡ﴾ اتباع سنت کی ہے۔ یہ نہیں گواہی کہ صرف تم محبت کرتے ہو یا ہم محبت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، نہیں! اس سے بہت بڑا درجہ ہے کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔ اگر یہ دعویٰ سچا ثابت ہوگیا اتباع سنت کا

حق ادا ہو گیا تو یہ اعزاز ہی کافی ہے واللہ کہ اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے پسند کرتا ہے ایسے شخص کو (سبحان اللہ)۔ جب کہ (یعنی سیاق وسباق دیکھیں) '' قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللهُ ''اتباع کرو تو تم اللہ سے محبت کرو گے حقیقت میں لیکن یہ نہیں ہے، ﴿يُحْبِبْكُمُ اللهُ﴾ (اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا تمہیں پسند کرے گا)۔

ولكن قال: ﴿يُحْبِبْكُمُ اللهُ﴾۔ جب کہ حال مقتضی یہ تھا کہ یہ کہا جاتا کہ تم سچی محبت کا ثبوت دو گے اگر میری اتباع کرو گے (اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو میری اتباع کرو تو تم سچی محبت کرنے والے ہو گے)، اصل بات یہ ہو رہی ہے نا ﴿اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ﴾ بات اللہ تعالیٰ کی محبت کی ہو رہی ہے نا۔ اگر کوئی دعویٰ کرے کہ میں اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہوں صرف میری اتباع کرو مطلب تم سچی محبت کرنے والے ہو یہ سیاق وسباق ہے نا؟ لیکن بات کہاں چلی گئی ؟ یہ نہیں کہ تم نے ثبوت دیا ہے کہ تم واقعی اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو، نہیں! میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، ﴿فَاتَّبِعُوْنِيْ﴾ اللہ تعالیٰ کی گواہی ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اگر میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرو گے تو درجہ صرف یہ ثبوت نہیں ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو بلکہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرتا ہے لیکن توفیق بھی وہی دیتا ہے حکم بھی وہی دیتا ہے، دین بھی اسی کا ہے شریعت بھی اسی کی ہے ہم بھی اسی کے ہیں، اور محبت بھی وہی کرتا ہے پسند بھی وہی کرتا ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں)، اس لیے بعض علماء نے کہا ہے کہ سب سے بڑا شرف سب سے بڑی شان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے نہ کہ یہ تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو، سب دعویٰ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے محبت کا لیکن سب سے بلند درجہ اور شان یہ ہے کہ جو آسمان پر ہے جلّ شانہ سبحانہ وتعالیٰ کہ وہ تم سے محبت کرتا ہے کہ نہیں کرتا وہ تمہیں پسند کرتا ہے یا نہیں کرتا، اگر وہ تمہیں پسند کرتا ہے تم سے محبت کرتا ہے تو پھر آسمان کے فرشتے بھی محبت کریں گے اور پھر زمین پر قبول لکھ دیا جائے گا اور زمین والے بھی محبت کرنا شروع کر دیں گے (جیسا کہ متفق علیہ حدیث میں آیا ہے)، اور جب زمین والے محبت کرتے ہیں تو پھر آپ کو قبول بھی کریں گے اور جو آپ سے یعنی جو آپ کی دعوت جو ہے جو آپ ان کو دیتے ہیں وہ بھی قبول کریں گے اور یہ مومن کی عاجل بشارت ہے دنیا میں۔

کتنا بڑا اعزاز ہے واللہ ! جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو سیدنا جبریل اٗمین (علیہ الصلاۃ والسلام) کو بلاتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جبریل اٗمین سے کہ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں۔ سیدنا جبریل اٗمین آسمان کے فرشتوں کو دے دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے (نام لے کر) محبت کرتا ہے میں بھی محبت کرتا ہوں۔

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں محبت کرتا ہوں جبریل تم بھی محبت کرو، اور جبریل اٗمین آسمان کے فرشتے کو بلاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلان سے محبت کرتا ہے، میں بھی کرتا ہوں، تم بھی محبت کرو۔ آسمان کے فرشتے اس سے محبت کرتے ہیں، پھر زمین پر لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت اللہ تعالیٰ ڈال دیتا ہے اور قبول ڈال دیتا ہے کہ لوگ اسے پسند کریں۔

شیخ صاحب یہ فرماتے ہیں کہ جب زمین والے تمہیں پسند کریں گے تو آپ کی بات کو بھی پسند کریں گے آپ کی دعوت بھی آسان ہو جاتی ہے (سبحان اللہ)، اور یہ مومن کی عاجل بشارت ہے دنیا میں۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں، اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے "اللہ" نام ثابت ہوا ہے، اور صفات میں سے "صفۃ المحبۃ" اللہ تعالیٰ کی محبت کی صفت ثابت ہوئی ہے۔

اگلے درس سے ان شاء اللہ دوسری آیت کو لیتے ہیں کیونکہ "صفۃ المحبۃ" شیخ صاحب نے آٹھ آیتیں دلیل کے طور پر بیان کی ہیں تھوڑی سی لمبی ہیں اور موضوع بھی دلچسپ ہے اور لمبا موضوع ہے تو اگلے درس میں ان شاء اللہ جہاں پر رُکے ہیں وہیں سے درس کا آغاز کریں گے دوسری آیت سے ان شاء اللہ اور دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ کیا پسند کرتا ہے تاکہ ہم بھی وہ چیزیں یا وہ عمل کرنے کی کوشش کریں جو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے اپنی توفیق سے ہمیں اُن میں شامل کر دے جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ ((واللہ اٗعلم))۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (30.العقیدۃ الواسطیۃ) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست نہیں کیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔